

رسائل و مسائل

دعوت کا کام اور خاوند کی اطاعت

سوال: میں جماعت اسلامی کی کارکن ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اگر شوہر کی رضامندی نہ ہو کہ اُس کی بیوی جماعت میں کام کرے تو وہ بیوی کیا کرے؟ میری ساس خود بھی دعوت کا کام سرگرمی سے کرتی رہی ہیں لیکن اب مزاحم ہیں۔ وہ اور میرے میاں کوشش کرتے ہیں کہ میں گھر کے کاموں میں ہی مصروف رہوں۔ سوال یہ ہے کہ اگر ایک کارکن (لڑکی) کو اُس کی ساس اور اُس کے میاں گھر کے کاموں میں ہی مسلسل مصروف رکھنے کی کوشش کریں تو بیوی کہاں تک تابعداری کرے؟ ایک بیوی اپنے شوہر یا اپنے رب کی ناراضی میں سے کس چیز سے ڈرے؟ میرے ابھی بچے نہیں ہیں، لہذا میں یہ چاہتی ہوں کہ جتنا کام ہو سکے ابھی کرلوں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میری عمر بھی کام کرنے کی ہے۔ میری رہنمائی فرمائیے۔

جواب: اسلام کے نظم اجتماعی اور معاشرتی نظام میں اخلاق کی بنیادی اہمیت ہے۔ دونوں نظاموں میں ہر وہ کام مطلوب اور جائز ہوتا ہے جو اخلاق کی بنیاد پر کیا جائے۔ ایک کارکن کے لیے نظم کے کسی فیصلے کی اطاعت ایمان کے تقاضے کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قرآن و حدیث نے اولی الامر کی ہر اس بات کو مانئے اور اس پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ہو۔ بھی ٹھکل معاشرتی نظام میں ہے۔ گھر میں ذمہ دار فرد سربراہ خاندان، یعنی بیوی کے لیے شوہر اور بچوں کے لیے والدین قرار پائیں گے۔ ایک بیوی شوہر کی ان تمام خواہشات کو پورا کرنا چاہے گی جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔ بھی مطلب ہے اس کی

رضامندی کا اور بھی مفہوم ہے اس حدیث کا جس میں کہا گیا ہے کہ لاطاعة المخلوق فی معصیۃ الخالق (اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں)۔

اب یہ بات تو آغاز ہی میں طے ہو گئی کہ شوہر کی رضامندی سے مراد ہر الٹی سیدھی خواہش نہیں ہے بلکہ ہر وہ خواہش ہے جس کے لیے بنیاد اور دلیل قرآن و سنت میں موجود ہو۔ مثلاً اگر شوہر یہ کہے کہ بغیر جاپ اس کے ساتھ کسی مخلوط پارٹی میں شرکت کی جائے تو یہ خواہش قرآن و سنت دونوں سے متصادم ہے۔ اگر شوہر کی اطاعت اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اختیاب ہو تو یہوی ہی کوئی خود شوہر کو اپنے مقام کو پہچانتے ہوئے یہوی سے اپنی بندگی کی امید نہیں رکھنی چاہیے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اللہ اور رسول دونوں کی ناراضی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جماعت اسلامی میں کام کا واضح مفہوم دعوت دین ہے۔ دعوت دین ایک خاتون کا کسک مختلف شکلوں میں دے سکتی ہے۔ اپنے محلے میں، کسی اسکول یا تنظیم کی خواتین کے ساتھ حلقہ درس قرآن کے ذریعے اور دینی موضوعات پر تبادلہ خیال کر کے یا کسی بستی میں فلاہی کام کر کے یا اپنے ہی گھر میں شوہر، ساس، نند یا جو بھی الٰہ خانہ ہوں ان کو قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کر کے اور خود شوہر کو حکمت کے ساتھ دعوت کے قریب لا کر کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ کھانے کے دوران یہ تجویز رکھیں کہ چھٹی کے دن گھر کے تمام افراد نصف گھنٹے کے لیے ساتھ بیٹھ کر قرآن کریم کی چند آیات ترجیح کے ساتھ مطالعہ کریں اور آغاز آپ کے شوہر کریں یا آپ کی ساس یا نند کریں تو خود بخود ترجیح سننے کے دوران کوئی سوال ایسا اٹھے گا جس کا جواب تلاش کرنے کے لیے آپ کو کسی تفسیر کا حاشیہ پڑھنا پڑے گا۔ فرض کیجیے کہ آپ نے تفہیم القرآن، تدبیر القرآن، معارف القرآن، فی ظلال القرآن یا کسی بھی تفسیر کو اس غرض کے لیے بنیاد بنا یا اور خود آپ کے شوہرنے وہ حاشیہ پڑھ کر سنایا تو اسی کا نام دعوت دین اور جماعت اسلامی کا کام ہے۔

یہ کام گھر سے باہر جائے بغیر گھر ہی میں ہو سکتا ہے۔ یہ کام صرف تین ماہ کر لیجیے۔ اس

کے بعد ان شاء اللہ آپ کے شوہر اور ساس خود آپ سے کہیں گے کہ بھی، اگر اللہ نے تمھیں دوسروں کو بات سمجھانے کی صلاحیت دی ہے اور تم ہماری وجہ سے اس کا استعمال نہیں کرو گی تو جواب دہی ہم سے بھی ہو گی کہ تمھیں اس کام سے کیوں روکا۔

دعوت دین کی ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے گھر میں درس قرآن کا حلقة قائم کر لجھیے۔ اس طرح دیگر خواتین کے ساتھ ساتھ آپ کے اہل خانہ کو بھی شرکت کا موقع ملے گا۔ آپ بھی کبھی درس دے سکیں گی۔ اس طرح دعوت کا کام بھی ہو جائے گا اور اہل خانہ بھی قرآن سے اثر لیں گے اور وہ مزاحمت نہ ہوگی۔

دعوت دین، امر بالمعروف ایک انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے اور شوہر اور بیوی دونوں پر یکساں طور پر عائد ہوتا ہے۔ اگر اس کا شعور اس وقت آپ کے شوہر کو نہیں ہے تو کوئی پریشانی کی بات نہیں۔ حکمت کے ساتھ انھیں متوجہ کرتی رہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیابی دے گا۔ ان شاء اللہ! ممکن ہے کہ ان کی والدہ نے دعویٰ کام میں زیادہ مصروفیت کی وجہ سے خود ان پر توجہ نہ دی ہو جس کے رد عمل کے طور پر وہ آپ کو دعویٰ کام میں زیادہ مشغول نہ دیکھنا چاہتے ہوں۔ اس کا حل صرف صبر و استقامت اور حکمت کے ساتھ مستقل مزاجی سے اچھے اخلاق اور مسکراتے چہرے کے ساتھ اپنا کام کرتے رہنا ہے۔

اگر انتخاب رب کی ناراضی یا شوہر کی ناراضی میں ہو تو اسلام کا اصول واضح ہے کہ رب کو کسی شکل میں بھی ناراضی نہ کیا جائے اور شوہر کو محبت و احترام سے یہ بات سمجھائی جائے۔

اگر شوہر اور ساس جان بوجھ کر دعویٰ کام سے ڈور رکھنے کے لیے گھریلو کاموں میں مصروف رکھنا چاہتے ہیں تو انھیں حکمت کے ساتھ ان کی غلطی سے آگاہ کریں۔ اس معاملے کو براہ راست نکلاو اور گرم جنگ کی شکل نہ بننے دیں۔ حکمت کے ساتھ مسلسل کوشش کریں۔ اگر اس کے باوجود آپ کو دعویٰ کام کرنے کی فرصت نہ مل سکے تو جو گھریلو کام بھی آپ نے اس دوران کیا ہے اس کا اجر دعویٰ کام کے برابر ہی آپ کو ملے گا کیونکہ دین میں آپ کی نیت اور آپ کا اخلاص ہی اجر کی بنیاد ہے۔ دو تین ماہ صبر کے ساتھ اور حکمت سے کوشش کیجیے، ان شاء اللہ آپ

کے شوہر بھی آپ کی طرح کارکن بن جائیں گے۔ فی الوقت گھر کے ماحول کو پُر سکون اور مودت و رحمت سے معمور کیجیے۔ یہی دعویٰ حکمت کا تقاضا ہے۔ (پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)

شادی سے قبل ملاقاتیں

س: ایک پڑھا لکھا اور تعلیم یافتہ نوجوان یہ سمجھتا ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے اور لڑکی کا افہام و تفہیم کے لیے ملتا جلتا اور تبادلہ خیالات کوئی زیادہ بری چیز نہیں۔ اس کے خیال میں قباحت توازن ہے مگر خلوص نیت اور مقاصد کی بلندی کے پیش نظر ”چھوٹی برائی والا نظریہ“ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ مخصوص حالات میں اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لیے جھوٹ اور حرام تک جائز ہے تو پھر خوش گوار ازدواجی زندگی کے نقطہ نظر سے لڑکے اور لڑکی کا تھا ملتا جلتا کیوں جائز نہیں، جب کہ والدین بھی صورت حال سے آگاہ ہوں اور رضامند ہوں۔ براو کرم قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کیجیے کہ شادی سے پہلے فریقین کے لیے کم سے کم حدود کا تعین کیا ہے؟

ج: شادی سے قبل لڑکے اور لڑکی کا ”افہام و تفہیم“ کے لیے ملتا جلتا، اور ”بالغ ہوتی“ اور کسی نفسانی جذبات سے بلند ہو کر باہم تبادلہ خیال کرتا بظاہر بہت مخصوص اور بے ضرری بات نظر آتی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اسلام اہل ایمان کے درمیان حسن ظن ہی کو اصل اور ثابت بنیاد قرار دیتا ہے اور سوء ظن سے منع کرتا ہے لیکن بات صرف یہ نہیں ہے کہ کتنی اچھی نیت کے ساتھ یہ بات چیت کی جا رہی ہے۔ ایک ایسا کام جو بجائے خود غلط ہو نیک نتیٰ اور بالغ نظری کے ساتھ کرنے سے درست نہیں بن سکتا۔ اس لیے ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ اسلام کے اخلاقی نظام میں غیر محروم کے درمیان تہائی یا غلوت کے بارے میں کیا حکم پایا جاتا ہے۔

ہمارا عام مشاہدہ یہی ہے کہ روایتی معاشروں میں شادیاں عموماً خاندان یا برادری ہی میں ہوتی ہیں اور چونکہ خاندان کے افراد ایک دوسرے کے مزاج اور پسند ناپسند سے واقف